

سقوط بغداد

آسمانِ را حق بود گر خونِ ببارد بر زمین

خوابیدہ عالم اسلام کے لئے آخری تازیانہ عبرت

حالات کی دھار اور واقعات کی رفتار عالمی منظر نامہ میں کچھ اس برق رفتاری کیساتھ تبدیل ہو رہے ہیں کہ سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا کہ دماغ مزید کیا سوچے؟ اور قارئین کے سامنے کیا پیش کرے؟ کیونکہ دماغ غم کی شدت اور بارِ شوریگی کے باعث گھٹلا جا رہا ہے اور قلم خون کے آنسو بہا رہا ہے کہ وہ کس فولا دی دل اور کس زبان سے حکایتِ خونچکاں لکھے؟ جو اداریہ 8 اپریل کو لکھا جا چکا تھا اور پریس میں جانے کیلئے تیار تھا کہ یکا یک حالات نے ایک نئی افسوسناک کروٹ اختیار کی اور اپنے ہی الفاظ و خیالات میرا منہ چڑانے لگے اور وہ حادثہء فاجعہ یعنی سقوط بغداد بد قسمتی سے ہمارے سامنے ظہور پذیر ہو ہی گیا جس کا دھڑکا اور اندیشہ تو تھا ہی لیکن دل و دماغ اور زمینی حقائق اتنی جلدی اس کے ماننے کیلئے تیار نہیں تھے۔ ع جس کا دھڑکا تھا وہی ہو کر رہا

ابھی تو امت مسلمہ کے سینے میں سقوطِ کابل کے زخم بھی مندمل نہیں ہوئے تھے کہ ایک نئی ضرب کاری (سقوطِ بغداد) نے بچی چچی کسر بھی پوری کر دی، اور مجروح دلوں پر رنج و غم کا ایسا سیلاب بلا گزرا جو اپنے ساتھ سب کچھ بہا کے لے گیا اور آنکھوں سے ایسا طوفانِ نوح نکلا اور برساکہ اس کیفیت کو غالباً لفظوں میں بیان کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔۔ ع افسردہ دل افسردہ کندا بننے را

یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ صدام حسین کی آمرانہ حکومت اس کے فاشٹ نظریات اور اس کی بے رحم اور متنازعہ شخصیت سے ہمارے ادارے اور ہماری جماعت کو روز اول ہی سے شدید اختلاف رہا۔ کیونکہ اس نے شروع دن ہی سے اپنی پالیسیوں کے باعث عالم اسلام کو بہت ہی زیادہ نقصان پہنچایا اور ہمیشہ امریکہ کے اشاروں پہ چلتا رہا اور عالم اسلام کے بہت ہی مایہ ناز اور عسکری صلاحیتوں اور قدرتی وسائل سے مالا مال ملک عراق کو اپنے ہی ہاتھوں تباہ و برباد کر ڈالا۔

لیکن اس کی ماضی کی تمام تر کوتاہیوں اور غلطیوں کے باوجود جب اس نے فرعون وقت امریکہ کو لاکارا اور اس کی دشمنی میں انتہا کو پہنچ گیا تو یہ سارے عالم اسلام اور ہم سب کا ہیرو بن گیا۔ لیکن ایک بار پھر سقوط بغداد کے ذرائعی انداز اور اتنی آسانی اور بغیر کسی مزاحمت اور مقابلہ کے شہر بغداد سمیت دوسرے شہروں کو امریکہ کی گود میں پھینک دینے کی سمجھ میں نہ آنے والی پالیسی نے ایک بار پھر اس کے کردار اور حیثیت کو متنازعہ بنا دیا ہے اور اس واقعہ نے نہ صرف مجھے بلکہ پوری دنیا کے بایسوں کو حیرت کی مہیب وادیوں میں پہنچا دیا ہے اور سچ اور جھوٹ کی تمیز کھرے اور کھولے کی پہچان بھی شکوک و شبہات کی اس فضاء میں تقریباً دھندلا گئی ہے۔ کیونکہ

ع ہیں کو اکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ

پھر مایوسی اور قنوطیت تو اس نازک وقت میں مزید بڑھ جاتی ہے کہ غافل عالم اسلام اب بھی خواب غفلت سے نہیں بیدار نہیں ہو رہا، اور قیامت خیز اور محشر بداماں حادثات بھی اسے جھنجھوڑنے کیلئے ناکافی ثابت ہو رہے ہیں اور اتنے بڑے بڑے قدرت کے تازیانوں کے باوجود بھی اس میں نہ بیداری کی کوئی لہر اٹھتی ہے اور نا ہی مستقبل قریب میں کوئی اتفاق و اتحاد کی عملی صورت سامنے نظر آرہی ہے۔

انقلابات جہاں واعظ رب ہیں سنی لو
ہر تغیر سے صدا آتی ہے فافہم فافہم

اتنا کچھ ہونے کے بعد بھی اب یہی معلوم ہو رہا ہے کہ عالم اسلام کے شقی القلب اور بے ضمیر حکمرانوں کو اب شاید صبح قیامت اور صور اسرافیل بھی جگانہ سکے۔

الہی سنسان کبھی پہلے نہ تھی ہجر کی رات
دور تک قافلہ صبح کے آثار نہیں

غم و اندوہ مایوسی ناامیدی اور ظلم و جبر کی اس زہریلی فضا میں بڑی مشکل سے دل و دماغ اور قلم اور ہاتھ کو ہزار بار منت سماجت کر کے یہ چند بے ربط و بے ضبط جملے لکھنے پر مجبور کیا ہے کہ
من قاش فروش دل صد پارہ خویشم

فصل بہار اس دفعہ اپنے پہلو میں خوشبو، سبزہ اور تازگی کے بجائے آگ بارود اور تباہی و بربادی کا سامان لے کر اہل عراق کے لئے آئی ہے۔ دریائے دجلہ ایک بار پھر خون کے آنسو بہا رہا ہے اور فرات کے کنارے بھی لہورنگ ہو رہے ہیں۔ تہذیب و تمدن کا مسکن، انبیاء و مشاہیر امت کا دفن، علم و عرفان کا معدن، مسلمانوں کی عظمت رفتہ کی یادگار اور عالم اسلام کی شان و شوکت کا قدیم تاریخی ورثے کی اہمیت کا حامل دار الخلافہ شہر بغداد کو ایک بار پھر زما نہ حال

کے فتنہ تاتار (امریکہ) نے روند ڈالا ہے۔ بستیاں تاراج کی جارہی ہیں شہروں کا محاصرہ کر دیا گیا ہے پانی اور راشن کے ذخیرے تباہ کر دیئے گئے ہیں انسانی لاشوں کے پشتے بنائے جا رہے ہیں بے گناہ اور معصوم نہتے شہریوں پر ہزاروں پونڈ وزنی بم اور کروڑ میزائل بارش کی طرح ”آزادی عراق“ کے نام پر برسائے جا رہے ہیں۔

آج کل میخانے میں تقسیم ہوتے ہیں جگہ

زہر کے ساغر شراب زندگی کے نام سے

الغرض اک قیامت ہے جو سرزمین بغداد پر ٹوٹ پڑی ہے اور ناگہانی مصائب کی بارش نے مسلمانان عراق کو عرصہ محشر میں پھینک دیا ہے۔ مظلوم انسانوں کی چیخ و پکار سے عرش بریں بھی لرزاں و ترساں ہے اور زمین بھی اپنا سینہ پٹختی ہوئی بتائے آہ و گریاں ہے اور اس شور قیامت میں پورے کرۂ ارض کی حکومتیں انسان اور خصوصاً مسلم امہ میڈیا کے ذریعے یہ خون آشام مناظر دیکھ رہی ہے اور جگر پاش خبریں دن رات سن رہی ہے لیکن کوئی بھی ان نہتے انسانوں اور مسلمانوں کی مدد اور نصرت کے لئے نہیں جاسکتا۔ کیونکہ ”مہذب دنیا“ کے باسی دوبارہ پتھر کے زمانے کے رہنے والے اور پتھر کے انسان بن گئے ہیں۔

ویسے تو امریکہ نے انسانیت کے لاشے کو دنیا بھر میں اور خصوصاً افغانستان کی سرزمین پر پہلے ہی ننگا اور چور چور کر کے پھینک دیا تھا۔ لیکن اب عراق کی سرزمین پر تو اس کا وہ حشر نشر کیا جا رہا ہے کہ بربریت کی علامت اور عراق کے فاتح تاتاریوں کی روحمیں بھی ان مظالم کے سامنے شرمسار ہیں، ظالم نازی بھی محجرت اور شمالی اتحاد کے درندے بھی حیراں و پریشاں ہیں۔ اس ساری صورتحال کا انتہائی افسوسناک پہلو یہ ہے کہ امریکہ اور اس کے اتحادی ممالک کو عراقی مسلمانوں پر مظالم کیلئے مسلمانوں اور خصوصاً عربوں نے اپنی سرزمین، سمندری اور فضائی حدود و فراہم کئے اور جتنے بھی حملے ہوئے اور ہورہے ہیں کویت، قطر، بحرین اور ترکی وغیرہ سے ہی ہو رہے ہیں۔ جیسا کہ ماضی میں پاکستان نے افغانستان کے خلاف یہ ”کارہائے نمایاں“ سرانجام دیئے تھے اور اب یہ ممالک سوختہ سامانی اور تباہی و بربادی کا سارا انتظام اپنے پڑوسیوں کے لئے فراہم کر رہے ہیں۔ ع یہ مسلمان ہیں کہ جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود اور ع حمیت نام تھا جس کا گئی تیمور کے گھر سے

یہ ظلم و بربریت علاقے میں صیہونی حکومت اسرائیل کو تحفظ دینے اور اسے من مانی کرنے کیلئے کی گئی تاکہ عظیم اسرائیل کا منصوبہ عملی طور پر پورا کیا جاسکے اس کے ساتھ ساتھ امریکہ نے دنیا کے دوسرے بڑے تیل پیدا کرنے والے ملک عراق کے تیل کے کنوؤں پر بھی اپنا قبضہ جمالیا کیونکہ اکیسویں صدی میں اسے سپر پاور رہنے کیلئے قدرتی وسائل اور خصوصاً پیٹرول کی دولت کی وافر ضرورت، پڑے گی پھر آئندہ جو بھی جنگیں ہوں گی وہ انہی چیزوں کے حصول کے لئے ہوں گی اور اب تو امریکہ نے عراق پر قبضے کے بعد اس کی کو بھی نظر پورا کر دیا ہے۔ اسکے ساتھ ساتھ امریکہ

خلج میں اپنی فوجی طاقت میں دن بدن مزید اضافہ کر رہا ہے اور اس نے اب عراق، افغانستان کو ہضم کرنے کے بعد اب کھلے عام شام اور ایران کے ساتھ بھی ٹکرائے کا صاف اعلان کر دیا ہے اور پاکستان کے اٹنی مرکز ہونہ پر بھی مختلف قسم کی پابندیاں لاگو کر دی گئی ہیں جو کہ ایک بڑے خطرے کا الارم ہے۔ امریکہ کا اسلام اور امت مسلمہ کے خلاف ایجنڈا بہت واضح اور صاف ہے۔ اس میں اب کوئی ابہام نہیں رہا۔ لیکن دوسری جانب عالم اسلام اس کے مقابلے میں بالکل ٹس سے مس نہیں ہو رہا اور نا ہی ان واقعات سے کوئی سبق حاصل کر رہا ہے جیسا کہ ماضی میں مسلمانوں کی عظمت رفتہ کی علامت خلافت عثمانیہ کو توڑا گیا اس کے بعد قبلہ اول القدس شریف کا سقوط ہوا پھر سقوط ڈھاکہ، سقوط چینینا، سقوط کابل ہوا اور اب دوبارہ سقوط بغداد..... لیکن ہم نے ان خونچکاں حادثات اور لُخراش واقعات سے کوئی سبق اور کوئی درس عبرت حاصل نہیں کیا۔

اک ٹل مچا ہوا ہے کہ مسلم ہے خستہ حال کوئی مجھے بتائے کہ مسلمان ہے کہاں؟
 ہمارے مسلمانوں میں بزدلی اور بے جمہتی اس قدر بڑھ گئی ہے کہ لوگ اب کھلے عام اپنی اپنی باری کا انتظار کر رہے ہیں اور اس پر بحث چل رہی ہے کہ اس کے بعد اب کس کی باری آئے گی؟ یہ ہو ہو وہی افسوسناک صورتحال ہے جو آج سے تقریباً ساڑھے سات سو برس قبل تاتاریوں کے عالم اسلام اور بغداد پر حملہ کے وقت کی تھی۔ اسکی ایک مثال مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ نے اپنی کتاب ”تاریخ دعوت و عزیمت“ میں بیان کی ہے:
 ”تاتاریوں کی ہیبت اور مسلمانوں کی دہشت کا یہ عالم تھا کہ بعض اوقات ایک تاتاری ایک گلی میں گھسائے جہاں سو مسلمان موجود تھے کسی کو مقابلہ کی ہمت نہ ہوئی اور اس نے ایک ایک کر کے سب کو قتل کر دیا اور کسی نے ہاتھ تک نہیں اٹھایا..... بعض اوقات تاتاری نے کسی مسلمان کو گرفتار کیا اور اس سے کہا کہ اس پتھر پر سر رکھ دے میں خنجر لا کر تجھ کو ذبح کروں گا۔ مسلمان سہا پڑا رہا اور بھاگنے تک کی ہمت نہ ہوئی یہاں تک کہ وہ شہر سے خنجر لایا اور اسکو ذبح کیا۔“
 اور آج دوبارہ امریکہ فتنہ تاتاری کی صورت میں عالم اسلام کے مقابلہ میں کھڑا ہے اور ایک ایک کو لقمہ تر بنا کر ہضم کر رہا ہے اور اس کیساتھ ہی دوسروں کو بھی دھمکیاں دے رہا ہے کہ اب تمہاری باری ہے اپنی جگہ بغیر کسی مزاحمت اور مقابلہ کے شکار بننے کیلئے تیار ہو۔ اس ظلم اور جنگل کے قانون کے سامنے سارا عالم اسلام خاموش، گنگ اور بے حس بت کی طرح کھڑا ہے۔ اے کاش! اس بزدلی اور غلامی کے جینے سے تو موت ہی ہمارے لئے ہزار بار درجے بہتر ہے۔

یلتینی مٹ قبل هذا و کنت نمسیا نمسیا

ہوا جب غم سے یوں بے حس تو غم کیا سر کے کٹنے کا

نہ ہوتا گر جدا تن سے تو زانو پہ دھرا ہوتا

پہلے سقوط بغداد پر شیخ سعدیؒ کے تاریخی مرثیہ کے چند جگر سوز اشعار
موجودہ سقوط بغداد کے افسوسناک موقع پر نذر قارئین ہیں

آسمان را حق بودگر خون ببارد بر زمین
اے محمدؐ گر قیامت می بر آری سرخاک
نازنینان حرم را خون خلق نازنین
زینہار ازدو گیتی و انقلاب روزگار
دیدہ بردار اے کہ دیدی شوکت بیت الحرام
خون فرزندان عم مصطفیؐ شد ریختہ
دجلہ خواناست زیں پس گر نہد سر بر نشست
روے دریا در ہم آمد زیں حدیث ہولناک
نوحہ الاقن نیست برخاک شہیداں زانکہ ہست
لیکن از روے مسلمانی دراہ مرحمت
برزوال ملک مستعصم امیر المومنین
سر بر آدوین قیامت در میان خلق میں
زاستان بگذشت و مارا خون دل آراتیں
در خیال کس نگشتی کا نچنان گرد و چنیں
قیصران روم سر برخاک و خاقان بر زمین
ہم بر آں خاکے کہ سلطاناں نہادندے جیں
خاک نخلتان بطحا را کند باخون عجبیں
می توان دانست برویش زبرج افتادہ چیں
کمتریں دولت مرایشاں را بہشت برزین
مہربان رادل بسوزد در فراق نازنین

حضرت مولانا شہید احمدؒ کی رحلت

جمعیت علماء اسلام کے سینئر نائب صدر اور ممتاز دینی و سیاسی رہنما سابق رکن قومی اسمبلی حضرت مولانا شہید احمدؒ ”گزشتہ دنوں 17 مارچ 2003 کو طویل علالت کے بعد اپنے آبائی گاؤں کرک (سرحد) میں انتقال فرما گئے۔ مرحوم کی عمر تقریباً 77 برس تھی۔ زندگی تعلیم و تعلم اور مظلوم اور غریب انسانوں کی خدمت گزاری میں بسر کی۔ عمر بھر غلبہ اسلام کی جدوجہد کیلئے پارلیمنٹ اور سیاسی پلیٹ فارم پر جدوجہد کرتے رہے۔ دو بار قومی اسمبلی کا الیکشن اپنے علاقے کے بڑے بڑے سرمایہ داروں سے بھاری اکثریت سے جیتے۔ قومی اسمبلی میں حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ کے ساتھ تمام اہم اسلامی اور ملی ایٹوز پر ساتھ دیتے رہے۔ آپؒ قومی اسمبلی میں جمعیت علماء اسلام کے پارلیمانی لیڈر بھی رہے۔ عمر بھر نظریاتی طور پر دارالعلوم حقانیہ اور حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کے ساتھ وابستہ رہے اور درمیان میں ہر طرح کے مشکل حالات پیش آتے رہے لیکن آپ کے پایہ استقامت میں لغزش نہ آسکی۔ جس موقف کو حق سمجھتے تھے اسی کو آخر دم تک نبھائے رکھا۔ الغرض سیاسی میدان میں وفاداری اور وفا شعار کی کے انٹ نقوش رہتی دنیا تک چھوڑ گئے۔ آپ عزم و استقامت کے گہرے نمونے تھے اور ہر دور رہنما تھے۔